اسلامی تعلیمات کی روشنی میں مروّجہ پاکستانی ٹریفک قوانین کی پاسداری کی اہمیت: ایک تجزیاتی مطالعہ

The Importance of the adherence to the Existing Pakistani Traffic Rules and Regulations in the light of Islamic Teachings: An Analytical Study

ڈاکٹر صالح الدین*
مسعود الرحمٰن**

Abstract:

Islam is a comprehensive code of conduct which encompasses to each sphere of human life. This also owns and endorses those manmade rules which serve the cause of humanity and not entering to its fundamentals. Adherence to Pakistani Traffic rules also falls under the preview of the same doctrine. It is very pertinent to note here, that the same traffic rules such as fastening of seat built, proper use of indicators, speed control etc. have been devised to ensure the safety which starts from a pedestrian and ends up to a rider of any vehicle class. Any violation of traffic rules is an indirect breech of divine discipline imposed by Allah the Almighty. If the violation costs any damage, injury or fatal accident, this will directly be dealt under the principles set by Islam. This study aims at highlighting the significance of adherence to traffic rules which is directly linked to the ground safety. This ultimately serves the main purpose of saving any precious human life. If the same is ensured, no doubt the purpose of the holy verse would be fulfilled.

وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا

تمہید:

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جس میں معاشرتی نظام کو بھی بہت بڑی اہمیت حاصل ہے۔ حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے معاشرتی نظام کے لیے حقوق العباد وضع فرمائے ہیں جن کو

* ایسوسی ایٹ پروفیسر/چیئرمین، شعبۂ علوم اسلامیہ، عبدالولی خان یونیورسٹی، مردان، پاکستان۔
** پی ایچ ڈی سکالر، عبدالولی خان یونیورسٹی، مردان، پاکستان۔

جدید اصطلاح میں ہیومن رائٹس(Human Rights)کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کے حوالہ سے قرآن اور سنّت نبوی ﷺ میں ہدایات و احکام کا ایک وسیع سلسلہ موجود ہے اور ایسا منظّم و مربوط ہے کہ کوئی اور سسٹم حقوق انسانی کی وہ تفصیلات و ترجیحات بیان ہی نہیں کرسکتا جن کی نشان دہی قرآن و سنّت نے کی ہے۔ یہاں یہ اُصول ملحوظ خاطر رہے کہ اسلام حقوق اللہ اور حقوق العباد میں توازن برقرار رکھنے کا حکم دیتا ہے اور حقوق اللہ کی ادائیگی کی کوئی صورت قبول نہیں کرتا جس سے حقوق العباد یعنی ہیومن رائٹس متاثر ہوتے ہوں۔ اسلام کے جتنے قوانین ہیں ان میں دوسروں کی عزت اور جان ومال کی حفاظت کی خاص رعایت رکھی گئی ہے۔ ان کے نفاذ کا اختیار اسلام نے حاکم وقت کو دیا ہے کہ معاشرتی بگاڑ کو ختم کرنے کے لیے وہ ایسے قوانین نافذ کرے جن میں لوگوں کی عزت وآبرو اور جان ومال کی حفاظت ہوتی ہو۔ جناب رسالت مآب ﷺ نے حقوق و فرائض میں توازن قائم کیا۔ زیر نظر آرٹیکل میں حاکمِ وقت کی اطاعت، طریق کار اور حدود ولایت کے ساتھ ساتھ ٹریفک قوانین کے شرعی احکام اور معاشرے کے عوام اور خواص کے لیے مناسب اور پرسکون نقل و حرکت کو یقینی بنانے کے لیے حاکم اور رعایا کے باہمی نسبت کو تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں واضح کرانے کی کوشش کی گئی ہے۔

اسلام میں حاکم کی اطاعت کا حکم:

دوسروں کی جان ومال کی حفاظت کے لیے شریعت محمدی ﷺ نے حاکم کو اختیار دیا ہے۔ وہ اس کے لیے مختلف اقدامات اور قوانین وضع کرتا ہے۔ ان قوانین کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ وہ قوانین جو شریعت کے مخالف نہ ہوں اور کسی مصلحت پر مبنی ہوں:

اگر حاکم وقت ایسے قوانین وضع کرے جو شریعت محمدی ﷺ کے معارض نہ ہوں اور کسی مصلحت پر مبنی ہوں تو ان کی اطاعت کا ہمیں حکم دیا گیا ہے۔ ذیل میں اس پر دلائل ذکر کیے جاتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ أَطِيعُواْ اللّهَ وَأَطِيعُواْ الرَّسُولَ وَأُوْلِي الأَمْرِ مِنكُمْ"[۱] ترجمہ: مؤمنو! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو اور جو تم میں سے صاحب حکومت ہیں ان کی بھی۔

اس آیت مبارک میں اولی الأمر سے مراد امراء اور حکام ہیں، یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عمار بن یاسر[۲] اور سیدنا خالد بن ولید[۳] کو ایک جماعت کا امیر بنا کر جہاد کے لیے روانہ کیا[۴]۔

سیدنا ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی، اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی، اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور جو حاکمِ وقت کی اطاعت کرے، تو اس نے میری اطاعت کی اور جس نے اس کی نافرمانی کی، اس نے میری نافرمانی کی[۵]۔

رسول اللہ ﷺ کاارشاد ہے: اسمَعُوا وَ اطِيعُواوَإن استُعمِلَ عَلَيكُم عَبد حَبشِيّ كَانَّ رَاسَه زَبِيبَة[۶] ترجمہ: حکم مانو اور اطاعت کرو اگرچہ تم پر ایک حبشی غلام جس کا سر کشمش کی مانند ہو (یعنی ادنی غلام)[۷]، حاکم مقرر ہو جائے۔

اسی طرح رسول اللہ ﷺ کاارشاد ہے: عَلَى المرءِ المسلِمِ، الطَّاعَةُ فِيمَا أحَبّ وكَرِهَ، إلّا أن يّؤمَرَ بِمَعصِيَة؛ فَمَن أُمِرَ بِمَعصِيَة فَلَا طَاعَةَ[۸]

ترجمہ: مسلمان کے لیے امیر کی اطاعت ضروری ہے خواہ یہ اس کو پسند کرے یا ناپسند البتہ اگر کسی معصیت کا حکم دے تو پھر اس کی اطاعت نہ کرے۔

حدیث نبوی ﷺ میں ہے: سَيَلِيكُمْ بَعْدِي وُلَاةٌ، فَيَلِيكُمْ الْبَرُّ بِبِرِّهِ، وَ الْفَاجِرُ بِفُجُورِهِ، فَاسْمَعُوا لَهُمْ وَأَطِيعُوا فِي كُلِّ مَا وَافَقَ الْحَقَّ، فَإِنْ أَحْسَنُوا فَلَكُمْ وَلَهُمْ، وَإِنْ أَسَاءُوا فَلَكُمْ وَعَلَيْهِمْ[۹]

ترجمہ: میرے بعد کئی لوگ آپ کے ولی ہوں گے، نیکوکار امام نیکی اور بدکار، بدی کے ساتھ حکمرانی کریں گے، لہٰذا ان کی ہر وہ بات جو حق کے موافق ہو اس کی اطاعت کرو۔ اگر وہ اچھا کرے تو آپ سب کے لیے اس میں بھلائی ہے اور اگر برا کرے تو آپ پر صبر اور ان کے لیے وبال ہے۔

اسی طرح امام احمد بن حنبلؒ [۱۰] نے فرمایا: اگر کسی کو حاکم (امیر المؤمنین) بنایا گیا تو اس کی اتباع ہر اس شخص پر لازم ہے جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو خواہ وہ نیکوکار ہو یا بدکار[۱۱]۔

ایک اور حدیث میں سیدنا عبداللہ بن عباس روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنے امیر میں کوئی برائی دیکھے اور وہ اس کو ناگوار لگے تو اسے صبر سے کام لینا چاہیے کیونکہ جو شخص بالشت بھر بھی جماعت سے باہر ہوا اور مر گیا تو جاہلیت کی موت مرا[۱۲]۔

مشہور فقہی قاعدہ ہے: تَصَرُّفُ الإمَامِ بِالرَّعِيَّةِ مَنُوط بِالمصلَحَةِ[۱۳]۔ یعنی امام اور حاکم وقت کا تصرف اور حکم رعایا کے لیے اس وقت معتبر ہو گا جب وہ کسی مصلحت پر مبنی ہو۔

۲۔وہ قوانین جو شریعت کے مخالف ہوں:

دوسری قسم کے قوانین وہ ہیں جو قرآن وحدیث کے متعارض ہوں یا اسلامی اصولوں کے مخالف ہوں تو ان قوانین کی اطاعت کرنا گناہ ہوگا۔ذیل میں اس پر دلائل ذکر کیے جاتے ہیں:

قرآن میں اللہ تعالیٰ والدین کی اطاعت کا ذکر کرتے ہیں کہ ہم نے انسان کو والدین کے ساتھ اچھائی کا حکم دیا ہے حتی کہ انسان پر سب سے زیادہ حق والدین کا ہے[۱۴]، لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ترجمہ: اور اگر وہ تیرے درپے ہوں کہ تو میرے ساتھ کسی ایسی چیز کو شریک کرے جس کا تجھے کچھ بھی علم نہیں تو ان کا کہانہ ماننا۔[۱۵]

والدین جن کا انسان پر زیادہ حق ہے،ان کی اطاعت اور بات ماننا معصیت میں جائز نہیں تو حاکم کی اطاعت بھی صرف اور صرف ان قوانین میں ہوگا جو شریعت کے معارض نہ ہو۔

ایک حدیث میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کی ایک جماعت کو جہاد پر بھیجا اور ان پر ایک امیر مقرر فرمایا،اس نے آگ جلا کر ان کو اس آگ میں کودنے کا حکم دیا۔بعض صحابہ نے ارادہ کیا اور بعض نے اس سے انکار کیا،رسول اللہ ﷺ کو جب اس کا پتہ چلا تو جنہوں نے آگ میں کودنے کا ارادہ فرمایا تھا ان کو ارشاد فرمایا کہ اگر آگ میں کود جاتے تو قیامت تک اس آگ میں ہوتے اور جنہوں نے انکار کیا ان کو ارشاد فرمایا کہ اطاعت صرف نیکی کے کام میں ہونی چاہیے ،اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کوئی اطاعت نہیں[۱۶]۔

ایک اور حدیث میں ارشاد نبوی ہے: لَا طَاعَةَ لِمَخلُوق فِی مَعصِیَةِ الخَالِقِ[۱۷]۔

ترجمہ: مخلوق کی اطاعت کرنا جائز نہیں جب وہ کسی معصیت کا حکم دے۔

اسی طرح رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: عَلَی المرءِ المسلِمِ، الطَّاعَةُ فِیمَا أحَبّ وَكَرِهَ، إلّا أن یّؤمَرَ بِمَعصِیَة؛ فَمَن أُمِرَ بِمَعصِیَة فَلَا طَاعَةَ[۱۸]

ترجمہ: مسلمان کے لیے امیر کی اطاعت ضروری ہے خواہ یہ اس کو پسند کرے یا ناپسند البتہ اگر کسی معصیت کا حکم دے تو پھر اس کی اطاعت نہ کرے۔

مروجہ ٹریفک قوانین اسلامی نقطۂ نظر سے:

مذکورہ بالا تفصیل کی روشنی میں ہم ٹریفک کے قوانین کا جائزہ لیتے ہیں کہ ان قوانین کا تعلق کون سی قسم سے ہے،کیا یہ قوانین شریعت محمدی ﷺ کے معارض ہیں یا ان میں کوئی مصلحت موجود ہے؟

ٹریفک کے اصول وضوابط حاکم لاگو کرتا ہے،ان میں دو باتوں کی رعایت رکھی جاتی ہے:

ان اصولوں کی خلاف ورزی کرنے سے ڈرائیور کی اپنی جان کو نقصان پہنچتا ہے یا دوسروں کو نقصان پہنچانے کا خطرہ ہوتا ہے۔ شریعت محمدی نے اپنی جان کو یا دوسروں کو نقصان پہنچانے سے منع فرمایا ہے لہٰذا ان اصول وضوابط کی اطاعت کرنا رعایا پر لازم ہوگا۔

پہلی قسم:

وہ قوانین جن کی خلاف ورزی کرنے سے اپنی جان کے نقصان کا خدشہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

ترجمہ: اور اپنے آپ کو ہلاک نہ کرو کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ تم پر مہربان ہے۔ (۱۹)

علامہ ثعالبیؒ (۲۰) اس آیت کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ ہر وہ حالت جس کے کرنے سے جان کو خطرہ ہو اس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے (۲۱)۔ اسی وجہ سے سیدنا عمرو بن العاصؓ (۲۲) نے اس آیت کو دلیل بنا کر جنابت کی حالت میں ٹھنڈے پانی سے غسل کرنے سے منع ہوئے اس میں نفس کے ہلاک ہونے کا خطرہ تھا (۲۳)۔

حدیث میں ہے کہ جو شخص ایسے چھت پر سوئے جس کی چار دیواری نہ ہو اللہ تعالیٰ اس سے بری ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے انسان کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے لیکن جو شخص خود اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دے تو یہ ذمہ ساقط ہو جاتا ہے (۲۴)۔ اس قسم میں مندرجہ ذیل قوانین آتے ہیں:

ا۔ سیٹ بیلٹ کا استعمال:

اصل حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے ہی لیا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: سو اللہ تعالیٰ ہی بہتر نگہبان ہے۔ (۲۵)

لیکن چند تدابیر ایسے ہوتے ہیں جو ماتحت الاسباب حفاظت کے لیے اختیار کرنا لازمی ہوتے ہیں۔ جس طرح کہ اوپر گزر چکا کہ بغیر چار دیواری والے چھت پر سونے والے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے بہت سخت وعید سنا دی ہے، اسی طرح سیٹ بیلٹ کا باندھنا بھی ہے کہ اس پر عمل نہ کرنے سے جان کو نقصان کا خدشہ زیادہ ہوتا ہے، لہٰذا اس کی رعایت بھی ضروری ہے۔

۲۔ مقررہ حد رفتاری کی پابندی کرنا:

حکومت کی جانب سے رفتار کی ایک حد مقرر ہوتی ہے۔ اس حد کو پار کرنے میں جان کے نقصان کا خدشہ زیادہ ہوتا ہے۔ اس لیے اس کی رعایت رکھنا بھی ضروری ہے۔

تیز رفتاری کرنا شریعت میں بھی ناپسندیدہ ہے۔اللہ تعالیٰ نے قرآن میں عبادالرحمٰن کی صفت بیان کی ہے. ترجمہ: جو زمین پر نرمی کے ساتھ چلتے ہیں۔[۲۶]

ایک حدیث میں ہے: التَّأَنِّي مِنَ اللَّهِ، وَالْعَجَلَةُ مِنَ الشَّيْطَانِ یعنی وقار اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور جلدی شیطان کی طرف سے ہے[۲۷]۔لفظ ''التَّأَنِّي'' بنیاد ہے جسے رسول اللہ ﷺ سفر میں لوگوں کی تیز رفتار منع کرنے کے لیے فرمارہے ہیں، خاص طور پر جب سڑک پر گاڑیوں کا رش زیادہ ہو،ایسے موقع پر چلنے میں آہستگی اختیار کرنااور بے جاجلدبازی سے بچنا مسلمان کے عمدہ اخلاق میں سے ہیں۔

تیز رفتاری دوسروں کو ڈرانے کا سبب بھی بنتا ہے جس سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔حدیث میں ہے: لَا يَحِلُّ لمسلِم أن يُرَوِّع مُسلِمًا[۲۸] یعنی کسی بھی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ دوسرے مسلمان کو ڈرائے۔

۳۔ڈرائیونگ کے دوران موبائل فون کااستعمال سے گریز:

موبائل فون کا استعمال بھی جان کے نقصان کا سبب بنتا ہے۔

۴۔ ہیلمٹ پہن کر موٹرسائیکل چلانا:

یہ بات واضح ہے کہ بغیر ہیلمٹ کے گاڑی چلانے سے جان کو خطرہ زیادہ ہوتا ہے۔لہٰذا مندرجہ بالا احادیث کے وعید میں بغیر ہیلمٹ کے موٹرسائیکل چلانا بھی داخل ہے۔

۵۔غیر محفوظ حالت میں گاڑی نہ چلانا:

غیر محفوظ حالت سے مراد نیند، نشہ یا بیماری کی حالت ہے، کیوں کہ ان تمام صورتوں میں جان کو خطرہ زیادہ ہوتا ہے۔

۶۔ٹریفک سگنلز کی خلاف ورزی نہ کرنا:

حکومت نے لوگوں کی جانوں کی حفاظت کی خاطر لائٹس لگائیں ہوتے ہیں جن کو ٹریفک سگنلز کہتے ہیں،ان کی خلاف ورزی کرنے سے جان کا نقصان ہے۔

۷۔رف قسم کی ڈرائیونگ سے اجتناب کرنا:

حکومت نے خراب گاڑی کے چلانے پر پابندی عائد کی ہے کیوں کہ یہ بھی جان کے نقصان کا سبب بنتا ہے۔

دوسری قسم:

ٹریفک کے وہ قوانین جن میں دوسروں کو نقصان کا خدشہ ہو۔دوسروں کو نقصان پہنچانے سے شریعت محمدی ﷺ نے ہمیں سختی کے ساتھ منع کیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: کامل مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرا مسلمان محفوظ رہے اور کامل مؤمن وہ ہے جس سے لوگوں کا خون اور جان محفوظ ہو[۲۹]۔

ایک اور روایت میں سیدنا عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے فرمارہے ہیں: تو کیا عمدہ ہے اور تیری خوشبو کس قدر اچھی ہے، تو کتنی عظمت کا خاوند اور تیری حرمت کتنی عظیم ہے،اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، مؤمن کی حرمت اور اس کے مال وجان کی حرمت اللہ تعالیٰ کے نزدیک تیری حرمت سے بڑھ کر ہے[۳۰]۔لہٰذا دوسروں کی جان ومال کی حفاظت ہر مسلمان کے ذمہ ہے۔

اسی طرح رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: جو شخص مسلمانوں کو راستوں میں تکلیف دیتا ہے تو اس پر لوگوں کی لعنت واجب اور لازم ہو جاتی ہے[۳۱]۔

تکلیف دینے سے مراد راستے میں گندگی پھیلانا ہے، مثلاً قضائے حاجت کرنا یا کوئی پتھر وغیرہ گرانا۔علامہ راغب[۳۲] کے نزدیک اذی کا معنی جسمانی تکلیف دینا ہے[۳۳] ،لہٰذا اس سے مراد کسی کو جسمانی تکلیف دینا ہے[۳۴]۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے:اِنَّ اللہَ یُعَذِّبُ الَّذِینَ یُعَذِّبُونَ النَّاسَ فِی الدُّنیَا[۳۵] ترجمہ: اللہ تعالیٰ اس شخص کو عذاب میں مبتلا کرتا ہے جو لوگوں کو دنیا میں (ناحق) تکلیف دیتا ہو۔

ایک اور روایت میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ دو لعنت زدہ اشخاص سے بچو۔صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اس سے کون مراد ہیں؟آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ شخص جو لوگوں کے راستے یا سایہ دار جگہوں میں پیشاپ کرتے ہیں[۳۶]۔

مذکورہ بالا تمام احادیث سے معلوم ہوا کہ دوسرے مسلمان کو کسی بھی قسم کی تکلیف دینا عذاب الٰہی کا سبب بنتا ہے۔

دوسری قسم میں مندرجہ ذیل قوانین آتے ہیں:

۱۔ ممنوعہ علاقہ میں ہارن نہ بجانا اور اس کا بے جا استعمال نہ کرنا:

ممنوعہ علاقے سے مراد ہسپتال یا اسکول وغیرہ ہیں کہ جس میں مریضوں کو ہارن بجانے سے تکلیف ہو ،اسی طرح ہارن کا بے جا استعمال ممنوع ہے کیوں کہ اس میں لوگوں کو انتہائی تکلیف ہوتی ہے۔حدیث میں آتا ہے کہ جو شخص اپنے غصے اور کینے کا اظہار مسلمانوں کے راستوں میں کرتا ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ ،اس کے فرشتے اور تمام لوگ لعنت بھیجتے ہیں[۳۷]۔لوگوں کو راستوں میں تکلیف دینے کے بارے میں کتنی سخت وعید آئی ہے۔

۲۔ایمبولنس کو راستہ دینا:

ایمبولنس کو عربی میں سیارۃ الاسعاف کہا جاتا ہے۔یہ گاڑی مریضوں کے لیے خاص ہوتی ہے،اس کا راستہ بند کرنا بھی ضرر سے خالی نہیں۔

۳۔ کسی بلڈنگ کے گیٹ کے سامنے پارکنگ نہ کرنا:

بلڈنگ کے گیٹ کے سامنے گاڑی کھڑی کرنا دوسروں کی تکلیف کا سبب بنتی ہے۔

۴۔دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں کا استعمال سے گریز کرنا:

دھواں چونکہ صحت کے لیے مضر ہے ،اس وجہ سے حکومت نے اس قسم کی گاڑی کے استعمال سے منع کیا ہے جو زیادہ دھواں چھوڑنے والی ہو۔

۵۔دوسری گاڑی کو راستے کا حق دینا:

دوسری گاڑی کو راستہ نہ دینے سے دوسروں کو تکلیف ہوتی ہے۔ارشاد ربانی ہے:

ترجمہ: مومنو! جب تم سے کہا جائے کہ مجلس میں کھل کر بیٹھو تو کھل بیٹھا کرو۔اللہ تعالیٰ تم کو کشادگی بخشے گا۔[۳۸]

آیت صرف مجلس کے ساتھ خاص نہیں بلکہ تفسح سے مراد تمام وہ مقامات ہیں جہاں مسلمان کو خوش کرکے خیر خواہی ممکن ہو[۳۹]۔لہٰذا دوسری گاڑی کو راستہ دینا بھی اس میں داخل ہے۔

۵۔گاڑی کی غلط پارکنگ اور مخالف سمت پر گاڑی کا نہ چلانا:

راستے سے تکلیف دہ چیز کو دور کرنا خواہ وہ پتھر اور کانٹا ہو یا کوئی گاڑی وغیرہ کیوں کہ یہ تمام چیزیں دوسروں کو تکلیف کا ذریعہ بنتی ہیں۔اسی طرح گاڑی کو غلط پارک کرنا یا یک طرفہ ٹریک پر مخالف سمت سے گاڑی چلانا جو کہ دوسروں کو تکلیف دینے سے خالی نہیں۔رسول اللہ ﷺ نے راستے سے تکلیف

دہ چیز کے دور کرنے کو ایمان کے شاخوں میں سے قرار دیا ہے[۴۰]۔ صحیحین کی روایت جو سیدنا ابوہریرہؓ سے منقول ہے، جس میں تکلیف دہ چیز ہٹانا صدقہ ہے[۴۱]۔

ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص نے راستے سے کانٹے کی ایک شاخ کو دور کیا، اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت فرمادی[۴۲]۔ صحیح مسلم کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے جنت میں ایسے شخص کو چلتے پھرتے دیکھا جس نے راستے سے تکلیف دہ درخت کو راستے سے کاٹ دیا تھا[۴۳]۔ لہٰذا گاڑی کو غلط پارک کرنا یا مخالف سمت سے گاڑی چلانا جائز نہ ہوگا۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ:

یہ بات مسلم ہے کہ حکم اپنے وجود اور عدم میں علت کے گرد گھومتا ہے نہ کہ حکمت کے، یعنی جب علت پایا جائے تو حکم بھی پایا جائے گا ورنہ نہیں، مثلاً ٹریفک کے قوانین میں سے یہ ہے کہ سرخ سگنل (ٹریفک سگنلز میں سے) کے وقت رکنا ہے لہٰذا رُکنا حکم ہے اور سرخ سگنل علت ہے، جب کہ اکسیڈنٹ سے بچنا حکمت ہے۔ اگر سڑک پر کوئی گاڑی بھی نہ ہو لیکن سگنل سرخ (یعنی علت موجود) ہے تو رُکنا لازم ہے اگرچہ ایکسیڈنٹ (جو کہ حکمت ہے) کا کوئی خطرہ نہ ہو[۴۴]۔

ہماری ذمہ داریاں:

ٹریفک کے قوانین سے متعلق ہم پر بہت سی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ان قوانین پر عمل پیرا ہوں تاکہ راستے کا حقوق ادا کرکے تمام لوگوں کی جان ومال محفوظ رہے۔ ان قوانین کے حوالہ سے پولس اہلکاروں سے بھی بھرپور تعاون کرنا چاہئے۔ ان قوانین کو پامال کرنے والا معاشرے کی توہین کا مرتکب اور اس کو نقصان پہنچانے کے درپے ہوتا ہے جبکہ اس کی پاسداری کرنے والا اپنی جان ومال کے ساتھ دوسروں کی حفاظت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں راستوں کے حقوق ادا کرنے، دوران سفر نرمی، وقار اور تواضع وانکساری کا مظاہرہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

تجاویز:

۱۔　حکومت وقت کو چاہئے کہ قوانین کی آگہی کے لیے ایسے اقدامات کرے جس سے لوگ ان قوانین سے آسانی سے خبردار ہوسکے۔

۲۔　گاڑی کا فٹنس سرٹیفیکیٹ جاری کرے جس کے بغیر گاڑی کا چلانا ممنوع ہو۔

۳۔　گنجان آباد علاقوں میں ایمبولنس کے لیے الگ راستے بنائے جائیں جس کی وجہ سے لوگوں کی جانیں محفوظ ہوں۔

نتائج:

۱۔ حاکم کی اطاعت ان احکامات میں ضروری ہے جو شریعت کے متصادم نہ ہو، ان میں ٹریفک کے قوانین شامل ہیں۔

۲۔ انسانی جان بہت ہی قیمتی ہے خواہ وہ اپنی ہو یا دوسروں کی، اس کی حفاظت لازم ہے۔

۳۔ اگر جان کا خطرہ نہ ہو تب بھی دوسروں کو تکلیف دینا جائز نہیں ہوگا۔

۴۔ قانون کا احترام ہر صورت میں لازمی ہے خواہ اس میں کوئی حکمت ہو یا نہ ہو۔

۵۔ ایک اچھے شہری اور اچھے مسلمان کی حیثیت سے ہماری ذمہ داری ہے کہ قوانین کا احترام کر کے اپنے اور دوسروں کی جان ومال کی حفاظت کریں۔

حواشی وحوالہ جات

(۱) سورۃ النساء، ۴: ۵۹

(۲) آپ کا پورا نام عمار بن یاسر بن عمار بن مالک بن کنانہ بن قیس بن الوذیم العنسی ہے۔ بدری صحابیٔ رسول ہیں۔ والدہ کا نام سمیہؓ جو کہ کبار صحابیات میں سے ہیں۔ سابقین اولین میں سے دو صحابہ ایسے ہیں جن کے والدین اسلام کی روشنی سے منور ہوئے تھے، ان میں ایک عمار بن یاسرؓ اور دوسرے سیدنا ابوبکرؓ ہیں۔ [سیر اعلام النبلاء، شمس الدین ابو عبد اللہ محمد الذہبی، ج۱، ص۴۱۰، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۴۰۵ھ = ۱۹۸۵ء]

(۳) سیدنا خالد بن الولید بن المغیرۃ بن عبداللہ، کنیت سلیمان، والدہ کا نام عصماء ہے۔ غزوہ بدر، احد اور خندق میں مسلمانوں کے خلاف لڑے، فتح مکہ کو اسلام قبول کیا، سیدنا عمر بن الخطاب کے زمانۂ خلافت ۲۰ ہجری کو ۶۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔ [الطبقات الکبری، ابو عبد اللہ محمد بن سعد، ج۷، ص۲۸۰، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۱۰ھ = ۱۹۹۰ء]

(۴) تفسیر الماوردی، ابو الحسن علی بن محمد الماوردی، ج۱، ص۵۰۰، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان

(۵) صحیح مسلم، مسلم بن حجاج بن مسلم، ج۳، ص۱۴۶۶، رقم ۱۸۳۵، دار احیاء التراث العربی، بیروت

(۶) صحیح البخاری، ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل، ج۱، ص۱۴۰، رقم ۶۹۳، باب امامۃ العبد والمولی، دار طوق النجاۃ، ۱۴۲۲ھ

(۷) زبیبۃ یہ زبیب کی مؤنث ہے جو انگور کے خشک دانے کو کہتے ہیں، عرب میں یہ بطور تمثیل حقارت کے لیے استعمال ہوتا ہے۔[فتح الباری، علامہ ابن حجر احمد بن علی عسقلانی، ج۱۳، ص۱۲۲، دارالمعرفۃ، بیروت، ۱۳۷۹ھ]

(۸) تفسیر الطبری، ج۸، ص۵۰۳

(۹) علامہ طبرانی نے اس روایت کو محمد بن علی کے حوالہ سے سیدنا ابوہریرہؓ سے نقل کی ہے۔[المعجم الاوسط، ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی، ج۶، ص۲۴۷، رقم۶۳۱۰، دارالحرمین، قاہرۃ]علامہ دارقطنی نے بھی اس کو ان الفاظ کے ساتھ اپنی سنن میں ابو حامد محمد بن ہارون کے حوالہ سے سیدنا ابوہریرہؓ سے نقل کی ہے۔[سنن دار قطنی، ابو الحسن علی بن عمر دارقطنی، ج، ص، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، لبنان، ۱۴۲۴ھ = ۲۰۰۴ء]

(۱۰) آپ کا پورا نام عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل بن ہلال (۱۶۴ھ)، امام المحدثین ہیں، ان کی کتاب: مسند احمد بن حنبل مستند کتابوں میں سے ہے۔[وفیات الاعیان، ابن خلکان شمس الدین احمد بن محمد، ج۱، ص۶۳، دار صادر، بیروت، ۱۹۹۴ء]

(۱۱) شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ، ابو القاسم ہبۃ اللہ بن الحسن اللالکائی، ج۱، ص۱۷۵، رقم ۳۱۷، دار طیبۃ، السعودیۃ، ۱۴۲۳ھ = ۲۰۰۳ء

(۱۲) صحیح البخاری، ج۹، ص۴۷، رقم ۷۰۵۴، باب قول النبی ﷺ: سترون بعدی امورا تنکرونہا

(۱۳) المنثور فی القواعد الفقہیۃ، بدرالدین محمد بن عبداللہ الزرکشی، ج۱، ص۳۰۹، وزارۃ الاوقاف الکویتیۃ، ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء

(۱۴) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صَحَابَتِي؟ قَالَ: أُمُّكَ قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ أُمُّكَ قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ أُمُّكَ قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ:ثُمَّ أَبُوكَ[صحيح البخارى، ج۸، ص۲، رقم۵۹۷۱]

(۱۵) سورۃ لقمان، ۳۱: ۱۵

(۱۶) صحیح مسلم، ج۳، ص۱۴۶۹، رقم ۱۸۴۰

(۱۷) امام ترمذیؒ نے یہ روایت قتیبہ کے حوالہ سے سیدنا ابن عمرؓ سے نقل کی ہے اور اس پر صحیح کا حکم لگایا ہے۔[سنن ترمذی، محمد بن عیسی الترمذی، ج۴، ص۲۰۹، رقم۱۷۰۷، شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفیٰ الحلبی، مصر، ۱۳۹۵ھ = ۱۹۷۵ء]

(۱۸) تفسیر الطبری، ج۸، ص۵۰۳

(۱۹) سورۃالنساء ، ۴: ۲۹

(۲۰) عبد الرحمٰن بن محمد بن مخلوف الثعالبی (۷۸۴ھ-۸۷۵ھ) کنیت ابو زید، مشہور مفسر قرآن ہیں۔ان کی تصنیفات میں سے الجواہر الحسان فی تفسیر القرآن،الانوار فی المعجزات النبویۃاور الارشاد فی مصالح العبا د ہیں۔[الاعلام، خیر الدین بن محمود الزر کلی، ج ۳، ص ۳۳۱، دار العلم للملایین، ۲۰۰۲ء]

(۲۱) تفسیر الثعالبی، ابو زید عبدالرحمٰن بن محمد الثعالبی، ج ۲، ص ۲۲۴، داراحیاء التراث العربی، ۱۴۱۸ھ

(۲۲) عمرو بن العاص بن وائل بن ہاشم (وفات: ۴۳ھ) کنیت ابو عبداللہ، مشہور صحابیؓ رسول ہیں۔حبشہ میں ایمان لائے تھے، سن ۸ ہجری کو مدینہ منورہ ہجرت کی۔[الطبقات الکبری، ج ۷، ص ۳۴۲]

(۲۳) پوری حدیث یہ ہے: عن عمرو بن العاص قال: احتلمت فی لیلۃ باردۃ فی غزوۃ ذات السلاسل فاشفقت إن اغتسلت إن اہلک فتیممت، ثم صلیت بأصحابي الصبح فذ کروا ذلک للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال: «یا عمرو صلیت بأصحابک وإنت جنب؟» فأخبرتہ بالذی منعنی من الاغتسال و قلت إنی سمعت اللہ یقول: ولا تقتلوا اِنفسکم إن اللہ کان بکم رحیما فضحک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولم یقل شیئا[سنن ابی داوٗد، ج ۱، ص ۹۲، رقم ۳۳۴]

(۲۴) مرقاۃالمفاتیح شرح مشکاۃالمصابیح، ابو الحسن علی بن محمد، ج ۷، ص ۲۹۸۱، رقم ۴۷۰۲، دار الفکر، بیروت ، لبنان، ۱۴۲۲ھ = ۲۰۰۲ء

(۲۵) سورۃیوسف، ۱۲: ۶۴

(۲۶) سورۃفرقان، ۲۵: ۶۳

(۲۷) مکارم الاخلاق ، ابو بکر محمد بن جعفر الخرائطی، ج ۱، ص ۲۲۸، رقم ۶۸۶، دار الافاق العربیۃ ، قاہرہ، ۱۴۱۹ھ = ۱۹۹۹ء

(۲۸) ابوداوٗدؒ نے اس حدیث کو محمد بن سلیمان الانباری کے حوالہ سے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے نقل کی ہے۔[سنن ابی داوٗد، ج ۴، ص ۳۰۱، رقم ۵۰۰۴]

(۲۹) امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو قتیبہ کے حوالہ سے سیدنا ابو ہریرہؓ سے نقل کرکے حسن صحیح کا حکم لگایا ہے۔[سنن ترمذی، ج ۵، ص ۱۷، رقم ۲۶۲۷]

(۳۰) امام ابن ماجہ نے یہ حدیث ابو القاسم بن ابی ضمرہ کے حوالہ سے سیدنا عبد اللہ بن عمر سے نقل کیا ہے۔[سنن ابن ماجہ، ج ۲، ص ۱۲۹۷، رقم ۳۹۳۲]

(۳۱) علامہ طبرانیؒ نے اس حدیث کو عبدان بن احمد کے حوالہ سے سیدنا حذیفہ بن اسیدؓ سے نقل کی ہے۔ [المعجم الکبیر، سلیمان بن احمد الطبرانی، ج۳، ص۱۷۹، رقم۳۰۵۰، مکتبۃ ابن تیمیہ ، قاہرہ، ۱۴۱۵ھ = ۱۹۹۴ء]

(۳۲) حسین بن محمد بن المفضل الاصفہانی (وفات: ۵۰۲ھ = ۱۱۰۸ء) راغب سے مشہور ہیں۔ان کی کتابوں میں محاضرات الأدباء، الأخلاق، جامع التفاسیر اور المفردات فی غریب القرآن مشہور ہیں۔[سیر إعلام النبلاء، ج۱۸، ص۱۲۰]

(۳۳) المفردات فی غریب القرآن، ابوالقاسم الحسین بن محمد، ج۱، ص۱۷، دار القلم، الدار الشامیۃ، دمشق، بیروت، ۱۴۱۲ھ

(۳۴) سبل السلام، محمد بن اسماعیل، ج۱، ص۱۰۹، دار الحدیث

(۳۵) صحیح مسلم، ج۴، ص۲۰۱۷، رقم ۲۶۱۳

(۳۶) صحیح مسلم، ج۱، ص۲۲۶، رقم۲۶۹، باب النہی عن التخلی فی الطرق والظلال

(۳۷) امام حاکم نے اس حدیث کو ابو بکر بن اسحاق کے حوالہ سے سیدنا ابوہریرہؓ سے نقل کرکے حدیث عزیز کا حکم لگایا ہے۔[المستدرک علی الصحیحین، ابو عبد اللہ محمد بن عبداللہ، ج۱، ص۲۹۶، رقم ۶۶۵، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۱۱ھ = ۱۹۹۰ء]

(۳۸) سورۃ المجادلۃ، ۵۸:۱۱

(۳۹) مفاتیح الغیب، ابو عبداللہ محمد بن عمر رازی، ج۲۹، ص ۴۹۴، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۲۰ھ

(۴۰) صحیح المسلم، ج۱، ج۱، ص ۶۳، رقم ۳۵

(۴۱) صحیح البخاری، ج۴، ص۵۶، رقم۲۹۸۹۔ صحیح المسلم، ج۲، ص۶۹۹، رقم۱۰۰۹، باب بیان ان اسم الصدقۃ یقع علی کل نوع من الصدقۃ

(۴۲) صحیح البخاری، ج۱، ص ۱۳۲، رقم ۶۵۲، باب فضل التہجیر الی الظہر

(۴۳) صحیح مسلم، ج۴، ص۲۰۲۱

(۴۴) اصول افتاء، مفتی تقی عثمانی، ص۲۴۱، مکتبہ معارف القرآن، کراچی، پاکستان، ۱۴۳۳ھ = ۲۰۱۲